عاشورہ
محمد عبد الحق
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رمضان کے روزہ کے فرض ہونے سے پہلے یومِ عاشورہ میں روزہ رکھا جاتا تھا۔
جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا، جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔
پھر ایک روایت میں کہ حضور (ﷺ) نے یومِ عاشورہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (الحدیث)
روایتِ دیگر میں ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہی وہ روزہ ہے کہ جس روز کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب فرضیتِ رمضان کا نزول ہوا تو حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے اور جو چاہے نہ رکھے تو وہ ترک کر سکتا ہے۔

عاشورہ کے روزہ کا ترک کرنا :

ایک روایت میں ہے کہ حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کے روز قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور حضور نبی کریم (ﷺ) بھی روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے اس کے روزہ کا حکم فرمایا۔ پھر جب فرضیتِ رمضان کا حکم ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا۔ اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو نبی غیب دان (ﷺ) نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

قریش کا ایامِ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھنا :

ایک روایت ہے کہ قریش ایامِ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا جو روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔ اس کی تفصیلات بخاری و مسلم نے دی ہیں اور امامِ مالک اور ابوداؤد اور امامِ ترمذی نے چوتھی روایت نقل کی ہے۔

یومِ عاشورہ ایّام اللہ ہونا :

حضرتِ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہ ایامِ جاہلیت میں لوگ بروزِ عاشورہ روزہ رکھتے تھے اور رمضان کے فرض ہونے سے قبل نبی پاک صاحبِ لولاک (ﷺ) نے خود بھی روزہ رکھا ہے اور باقی تمام اہلِ اسلام نے بھی۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو محبوبِ خدا (ﷺ) نے فرمایا کہ یوم عاشورہ ایام اللہ ہے لہٰذا جو چاہے روزہ رکھے۔
ایک اور روایت میں منقول ہے کہ حضور (ﷺ) کی خدمتِ اقدس میں عاشورہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا یہ وہ یوم ہے کہ جس یوم میں جہالت کے دور میں روزہ رکھا جاتا تھا اور اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اس کی توضیح بخاری و مسلم نے کی۔ اور بخاری سے مروی ہے کہ حضور (ﷺ) نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا پھر فرضیتِ رمضان پر آپ نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔
اور مسلم نے دوسری روایت کی شکل بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو تم میں سے روزہ رکھنا پسند کرے وہ رکھے اور جو نا پسند کرے وہ ترک کر دے۔ ابوداؤد نے پہلی روایت کی طرح ذکر کیا۔

یومِ عاشورہ بطورِ عید منایا جاتا تھا :

حضرتِ ابوموسیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے کہا کہ یہود یومِ عاشورہ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس روز کو بطورِ عید مناتے تھے تب محبوبِ خدا (ﷺ) نے فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھو۔
ایک روایت میں ہے کہ اہلِ خیبر بروزِ عاشورہ روزہ رکھتے اور عید مناتے تھے۔ اور اپنی عورتوں کو اس روز کپڑے اور زیورات سے آراستہ کرتے تھے۔ تب حضور (ﷺ) نے فرمایا تم بھی روزہ رکھو۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

یومِ عاشورہ یومِ نجات ہے :

حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) جب مدینہ منورہ میں آئے تو یہود کو دیکھا کہ یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ بہت بہتر دن ہے اس روز اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ (علیہ السلام) اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی تو انہوں نے روزہ رکھا۔ اس وقت حضور (ﷺ) نے فرمایا تم سے بڑھ کر ہم حضرتِ موسیٰ (علیہ السلام) کو ماننے والے ہیں۔ پھر آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

یومِ عاشورہ فرعون کی ہلاکت کا یوم ہے :

ایک اور روایت ہے کہ حضور (ﷺ) نے ان سے فرمایا یہ کونسا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ بہت بڑا دن ہے اس روز اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرتِ موسیٰ (علیہ السلام) نے بطورِ شکرانہ روزہ رکھا ہم اس کی عظمت میں روزہ رکھتے ہیں۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور ابوداؤد نے دوسری روایت نکالی۔

یومِ عاشورہ کی طرف رغبت دلانا :

حضرتِ جابر بن سمرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرماتے اور اس کی طرف راغب بھی کرتے اور اس کا عہد بھی کراتے تھے۔ پھر جب رمضان کی فرضیت کا نزول ہوا تب آپ نے ہمیں اس کا نہ ہی حکم دیا اور نہ ہی منع کیا اور نہ ہی عہد لیا۔ مسلم نے اس کی تخریج کی۔

فرضیت رمضان کے بعد یومِ عاشور کی اہمیت :

حضرتِ علقمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس حضرتِ عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے پاس آئے اور وہ بروزِ عاشورہ کھانا تناول فرما رہے تھے اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن یہ تو یومِ عاشورہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ رمضان کے فرض ہونے سے قبل روزہ رکھا جاتا تھا۔ پھر جب ماہِ رمضان فرض ہوا تو اسے ترک کر دیا گیا۔ لہٰذا اگر تم روزہ سے نہیں ہو تو کھانا تناول فرماؤ۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔

یومِ عاشورہ کیا ہے ؟

حضرتِ سلمہ بن اکوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان (ﷺ) نے ایک اسلمی مرد کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو خبردار کر دے کہ جس نے سحری کھائی ہے وہ باقی دن کا روزہ بھی رکھے اور جس نے نہیں کھائی وہ بھی روزہ رکھے کیونکہ یہ بروزِ عاشورہ ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ ایک اسلمی مرد سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کو خبردار کرو یا یہ فرمایا کہ تم لوگوں کو خبر دو۔ شک راوی ہے۔ اس کی تخریج بخاری و مسلم اور نسائی نے کی ہے۔ اور حضرتِ عبدالرحمٰن بن سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے اسی کی مثل ابوداؤد نے تخریج کی ہے۔

بچوں کو کھلونا دینا :

حضرتِ ربیع بنتِ حضرت معوذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے عاشورہ کی فجر کو مدینہ منورہ کے اردگرد کے انصاریوں کے دیہاتوں میں اطلاع بھجوادی کہ جو شخص روزہ سے ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو روزہ دار نہ ہو وہ تمام دن روزہ داروں کی مثل گزارے پھر اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو روزہ رکھواتے اور ہم مسجد میں چلے جاتے اور ان بچوں کے لیے ہم اون کے کھلونے بنا دیتے جو بچہ کھانے کی خواہش میں روتا ہم اسے کھلونا پیش کرتے یہاں تک کہ روزہ چھوڑنے کا وقت ہو جاتا۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور ایک دوسری روایت بھی اسی جیسی ہے۔

عاشورہ کا روزہ اور فطرہ کے صدقہ کی ادائیگی:

حضرتِ قیس بن سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے اور فطرہ کا صدقہ ادا کرتے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا اور زکوٰۃ کا حکم آیا تو پھر ہمیں نہ تو اس کا حکم دیا گیا اور نہ ہی اس سے روکا گیا ہم اسی طرح کرتے رہے۔ نسائی نے اس کی تخریج فرمائی ہے۔

محمد صیفی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے یومِ عاشورہ میں پوچھا کہ تم میں سے کسی نے آج کچھ کھایا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! ہم میں سے کچھ تو روزہ سے ہیں اور کچھ روزہ سے نہیں ہیں۔ فرمایا تم تمام کے تمام باقی دن کو پورا کرو اور اردگرد کے لوگوں کو خبر دے دو کہ وہ اپنا باقی دن یونہی پورا کریں۔

حضرتِ امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مروی ہے کہ انھیں یہ روایت پہنچی کہ حضرتِ عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے حارث بن ہشام کو اطلاع کرائی کہ کل عاشورہ کا دن ہے تم روزہ رکھنا اور اپنی اولاد کو کہنا کہ وہ بھی روزہ رکھیں۔ موطا میں اس کی تخریج ہے۔

ماہ رمضان سب سے افضل ہے :

حضرتِ عبداللہ بن ابی یزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے سنا کہ ان سے یوم عاشورہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس بات کا علم نہیں رکھتا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے کسی ایسے دن کا روزہ رکھا ہو اور اس دن کے سوا دوسرے دنوں پر اس کی فضیلت طلب کرتے ہوں۔ کوئی ماہِ رمضان کے مہینہ سے افضل نہیں ہے۔

عبداللہ بن موسیٰ نے کہ کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضور (ﷺ) ایسے دن کے روزہ کی تلاش میں ہوں جسے دوسرے دن پر فضیلت ہو سوائے عاشورہ کے دن کے اور ماہِ رمضان کے۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔

گذشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ :

حضرتِ ابی قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ میں عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے پر گمان کرتا ہوں کہ اس دن کو اللہ تعالیٰ گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ اس کی تخریج ترمذی نے کی ہے۔

نبی اکرم (ﷺ) نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھا:

حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی ہے۔

حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور نبیِ پاک صاحب لولاک (ﷺ) نے فرمایا اگر اگلے سال میں زندہ رہا تو ضرور نویں اور عاشورہ کا روزہ رکھوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب محبوبِ خدا (ﷺ) نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو وہ دن ہے کہ جس دن کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا انشاء اللہ (عزوجل) آئندہ سال نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ پھر آئندہ سال ایسا ہوا کہ حضور (ﷺ) نے انتقال فرمایا۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا یومِ عاشورہ کے متعلق فرمان :

حکم بن اعرج کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس میں اس وقت پہنچا جب وہ زمزم شریف سے اپنی چادر لپیٹے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ میں نے کہا کہ عاشورہ کے روزہ کے بارے میں فرمایئے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم محرم الحرام کا چاند دیکھو تو کھاؤ اور نویں کا روزہ رکھو۔ کہا کہ کیا محبوبِ خدا (ﷺ) اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے؟ فرمایا، ہاں اسے مسلم نے بیان کیا اور ابوداؤد نے دوسری اور تیسری کو۔

یہود کی مخالفت کرنا :

ایک روایت میں رزین نے حضرتِ عطاء سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔

چہار عمل کا عامل ہونا :

حضرتِ حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ چار عمل ایسے ہیں جنھیں محبوبِ خدا (ﷺ) نے کبھی ترک نہیں کیا۔ ۱۰ عاشورہ، عشرہ ذوالحجہ اور ہر ماہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت، نسائی نے اسے بیان کیا۔

فضیلت والا روزہ :

حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے۔ اور فرائض پنج گانہ کے بعد سب سے زیادہ افضل نماز صلوٰۃ اللیل ہے۔

افضل نماز اور افضل مہینہ :

ایک اور روایت میں مروی ہے کہ راوی نے کہا کہ دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز فرائض مکتوبہ کے بعد سب سے افضل ہے؟ حضور (ﷺ) نے فرمایا: صلوٰۃ اللیل۔ اور کون سا روزہ رمضان کے بعد افضل ہے؟ فرمایا اللہ کا مہینہ محرم۔ اس کی مسلم اور ابوداؤد نے تخریج کی۔ ترمذی اور نسائی نے پہلی روایت کی تخریج کی ہے۔

ایک قوم کی توبہ کی مقبولیت :

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ وہ کونسا مہینہ ہے جو رمضان کے بعد ہے جس میں آپ مجھے حکم دیں کہ میں روزہ رکھوں ؟ آپ نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ کسی نے اس کے متعلق پوچھا ہو۔ سوائے اس کے کہ میں نے سنا کہ ایک مرد نے رسول خدا (ﷺ) سے پوچھا کہ میں اس وقت حضور (ﷺ) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اس نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) ! رمضان المبارک کے بعد آپ (ﷺ) کس مہینہ کا حکم فرماتے ہیں کہ میں روزہ رکھوں ؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا اگر تم رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو محرم کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک روز ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور پھر دوسری قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی ہے۔

یہ وہ احادیث ہیں جو صحاح ستہ میں موجود ہیں اور جامع الاصول میں ذکر کی گئی ہیں۔ ازاں بعد ہم ان احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں جو جامع کبیر میں مذکور ہیں جسے شیخ عارف باللہ علی متقی نے تالیف فرمایا اور اسے علامہ جلال الدین سیوطی نے ترتیب دے کر جمع الجوامع میں تحریر کیا۔ اگرچہ اس میں احادیث مذکورہ بھی دوسری سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہیں یہاں اسے دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ صحاح کی سندوں سے ساتھ بیان ہو چکی ہیں۔ البتہ اگر دوسرے الفاظ کے ساتھ ذکر ہوتیں جو جامع الاصول میں نہیں ہیں تو وہ بیان کر دی جاتیں۔ ان کے علاوہ جو احادیث ہیں انھیں ہم بیان کرتے ہیں۔

توبۃ النصوح کی تجدید کرنا :

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور نبی غیب داں (ﷺ) نے فرمایا کہ اگر تم رمضان کے مہینے کے بعد روزہ رکھنا چاہو تو محرم کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک دن ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسری قوم کی توبہ قبول فرمائے گا اور حضور (ﷺ) نے لوگوں کو رغبت دلائی کہ یومِ عاشورہ میں توبۃ النصوح کی تجدید کریں اور توبہ کی مقبولیت کی آرزو رکھیں۔ پھر جس شخص نے اس روز اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ویسے ہی قبول فرمائے گا۔ علامہ ترمذی نے اسے روایت کیا۔

ایک دن پہلے اور ایک ان بعد کا روزہ رکھنا :

حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی غیب دان (ﷺ) نے فرمایا کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو اور اس کے ایک روز پہلے اور ایک روز بعد کا بھی روزہ رکھو۔ امام احمد نے اسے روایت کیا۔

اور پھر حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مروی ہے کہا کہ محبوب خدا (ﷺ) نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو عاشورہ سے ایک روز پہلے اور ایک روز بعد روزہ رکھنے کا حکم دوں گا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی۔

انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا روزہ رکھنا :

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مروی ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھو کیونکہ اس دن انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) روزہ رکھتے تھے تو تم بھی روزہ رکھو۔ اسے ابنِ ابی شیبہ نے بیان کیا۔

پھر حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مروی ہے کہ محبوب خدا (ﷺ) نے فرمایا عاشورہ کا دن تم سے پہلے لوگوں کی عید کا دن ہے تم بھی اس روز روزہ رکھو۔ اسے بزاا اور دیلمی نے روایت کیا۔

دوسال کی عبادت کا ثواب :

حضرتِ انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جس نے محرم الحرام کے تین دن کے روزے رکھے۔ جمعرات، جمعہ اور

ہفتہ تو اس کے حق میں دو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائیگا۔

یہود کی مخالفت اور نویں محرم کا روزہ رکھنا :

حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ جب آئندہ سال آئے گا تم ہم نویں کا بھی روزہ رکھیں گے۔

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول خدا (ﷺ) نے فرمایا کہ جب آئندہ سال آئے گا تو ہم نویں کا روزہ بھی رکھیں گے۔

اور پھر انہی سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک (ﷺ) نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو یہود کی مخالفت کروں گا اور نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔

سال بھر کے روزہ کا اجر :

حضرتِ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ جس نے یومِ الزینت کا روزہ رکھا اس نے سال بھر کے گزرے ہوئے روزوں کا اجر پالیا یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ۔

یومِ عاشورہ کی حکمت عجیبیہ :

ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ حضرتِ نوح (علیہ السلام) عاشورہ کے روز اپنی کشتی سے جودی پہاڑ پر اترے اور روزہ رکھا، اور اپنے ہمراہیوں کو شکرانہ ادا کرنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور اسی عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم (علیہ السلام) کی لغزش کی توبہ کو قبول فرمایا اور حضرتِ یونس (علیہ السلام) کے شہر والوں پر اور اسی روز بنی اسرائیل پر دریا پھاڑ اگیا اور اسی روز حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ عیسیٰ (علیہم السلام) نے تولد فرمایا۔

رزق میں فراخی ہونا :

حضرتِ ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ یومِ عاشورہ جس نے اپنے گھر والوں پر رزق میں فراخی کی تو پھر تمام سال اس کے ہاں فراخی ہی رہے گی۔

مہینوں کا سردار محرم الحرام کا مہینہ ہے :

حضرتِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے مروی ہے کہ:

حضرت آدم (علیہ السلام) سید الناس ہیں۔

حضرت محمد (ﷺ) سید العرب ہیں۔

حضرت صہیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سید الروم ہیں۔

حضرت سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سید الفارس ہیں۔

حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سید الحبش ہیں۔

اور اسی طرح پہاڑوں کا سردار طورِ سینا ہے اور درختوں کا سردار سدرہ ہے اور مہینوں کا سردار محرم الحرام ہے اور دنوں کا سردار جمعۃ المبارک ہے اور کلام کا سردار قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کا سردار سورۃ البقرہ ہے اور سورۃ البقرہ میں سردار آیۃ الکرسی ہے۔ خبردار آیۃ الکرسی میں پانچ کلمات ہیں اور ہر کلمہ میں پچاس برکتیں ہیں۔ دیلمی نے اپنی مسند الفردوس میں بیان کیا اور یہ ضعیف ہے۔

ملائکہ میں افضل کون ؟

صاحب تصنیف (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ اس بارے میں دیگر احادیث میں وارد ہے کہ سب سے افضل مہینہ رمضان کا مہینہ ہے اور وہ روایت جسے طبرانی نے حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت کیا کہا کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ میں تمھیں اس امر سے خبردار نہ کروں کہ ملائکہ میں افضل حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں اور دنوں میں افضل یوم جمعہ اور مہینوں میں افضل ماہ رمضان اور راتوں میں افضل لیلۃ القدر اور عورتوں میں افضل مریم بنتِ عمران ہے۔ مگر یہ کہ افضیلت اور سیادت میں بہت امتیاز ہے۔ خوب غور کیجئے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

رسومِ بد سے اجتناب کرنا :

حضرتِ شیخ الدین بن حجر الہیثمی مصری مفتی مکہ مکرمہ اور اپنے دور کے رئیس الفقہاء والمحدثین اپنی کتاب صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ: خبردار! حضرتِ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو عاشورہ کے دن جو مشکلات کا سامنا ہوا حقیقت میں یہ شہادت ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مراتب کو بلندی اور منزلت کو وسعت ملتی ہے اور اہلِ بیت اطہار کے درجات کی بلندی مقصود تھی لہٰذا جو بھی اس دن وقوع پذیر ہونے والے مصائب و آلام کا ذکر کرے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ حکمِ الٰہی کو بجالائے کے لئے انا للہ وانا الیہ راجعون کی تلاوت میں مشغول ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو ثواب مرتب فرمایا ہے اس کا سزاوار بنے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اولئك علیهم صلوات من ربهم و رحمة اس روز کسی اور طرف التفات نہ کرے سوائے اس کے یا اس کی مثل بڑی بڑی نیکیاں مثلاً روزہ۔ خبردار، خبردار! روافض کی بدعات میں مشغول نہ ہوجانا مثلاً گریہ وزاری، ماتم ونوحہ وغیرہ کیونکہ یہ بات مسلمانوں کے اخلاق سے بہت دور ہے ورنہ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً محبوبِ خدا (ﷺ) کے انتقال شریف کا روز اس سے زیادہ غم کا سزاوار ہوتا۔ متعصب خارجیوں کی بدعات سے اجتناب کرو جو اہلِ بیت اطہار کی ہجو کرتے ہیں۔ جہلاء کی بدعات سے اجتناب کرو جو فاسد کو فاسد سے، بدعت کو بدعت سے، برائی کو برائی سے تقابل کرتے ہیں کہ وہ لوگ انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ عید مناتے ہیں، زینت کی نمائش کرتے ہیں۔ جیسے خضاب سرمہ اور نئی نئی پوشاک اور فضول خرچی خلاف عادت کھانے پکانے وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہی اتباع سنت ہے۔ اور امور عاریہ میں سے ہیں حالانکہ ان تمام امور کا ترک کرنا ہی سنتِ نبوی ہے۔ اس لیے نہ ہی اس کے متعلق معتبر روایات ملتی ہیں اور نہ ہی اثر جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

بعض اماموں سے اور فقہاء کرام سے حقیقی طور پر یومِ عاشورہ میں سرمہ لگانے، غسل کرنے، مہندی لگانے، کھچڑی پکانے، نئی پوشاک پہننے اور خوشی کا اظہار کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق نہ تو رسول خدا (ﷺ) سے کوئی روایت ملتی ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا عمل ہے اور نہ ہی آئمۃ المسلمین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے اور نہ ہی آئمہ اربعہ اہلسنت سے اور نہ ہی علاوہ ازیں کسی اور نے اسے مستحب قرار دیا اور نہ ہی کسی قابل اعتماد کتب احادیث میں کوئی روایت ہے۔ نہ صحیح نہ ضعیف اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ اگر عاشورہ کے روز سرمہ لگایا تو اس سال آنکھیں نہ دکھیں گی اور جس نے غسل کیا وہ پورا سال بیمار نہ ہوگا اور جس نے اپنی اولاد میں رزق کی فراخی کی اللہ تعالیٰ پورا سال اس کے رزق میں فراخی فرمادے گا اور اسی قسم کی دیگر باتیں اور یہ کہ اس روز کی نماز افضلیت کی حامل ہے اور یہ کہ اس روز حضرتِ آدم (علیہ السلام) کی توبہ قبول ہوئی۔ جودی پہاڑ پر کشتی قائم ہوئی۔ حضرتِ ابراہیم (علیہ السلام) کا آگ سے خلاصی پانا حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کے ذبح کے وقت دنبہ کا فدیہ کے طور پر آنا اور حضرتِ یعقوب (علیہ السلام) کے پاس حضرتِ یوسف (علیہ السلام) کا واپس آنا یہ سب موضوع ہیں ماسوا اولاد پر فراخی رزق والی حدیث کے۔ لیکن اس کی سند میں کلام ہے لہٰذا خارجیوں ناصبیوں نے اپنی جہالت کے بموجب اس روز کو خوشی کا روز تصور کرلیا اور رافضیوں نے ماتم کا روز حالانکہ یہ دونوں خطا کرنے والے اور سنت کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ ان سب کے متعلق چند اہل حدیث نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

بلاشک حاکم نے تصریح کی ہے کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے۔ دوسری روایت میں جو یہ ہے کہ اس روز جس نے سرمہ لگایا کبھی بھی اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی اس کے لئے یہ بھی کہا کہ منکر ہے۔ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں حاکم کی سند سے اسی مقام پر بیان کیا ہے اور بعض حفاظ نے دوسری اسناد سے بھی نقل کیا ہے۔ مجد الدین بغوی نے حاکم سے نقل کیا کہ روزہ کے سوا تمام وہ احادیث جو عاشورہ کی فضیلت نماز، انفاق، خضاب، تیل، سرمہ، کھانا پکانے وغیرہ کی فضیلت میں منقول ہیں یہ تمام کی تمام موضوع اور سراسر بہتان ہیں۔ اسی طرح ابنِ قیم نے تصریح کرتے ہوئے کہا کہ سرمہ لگانے، تیل ملنے اور خوشبو لگانے کی حدیث یوم عاشورہ کے لیے جھوٹوں کی من گھڑت ہے۔ یہ کلام اس شخص کے لئے ہے جو بروز عاشورہ سرمہ لگانا اختیار کرے اور وہ جو گزرا کہ اس دن رزق میں فراخی کرے اس کی اصل ہے جیسا کہ حافظ الاسلام زین عراقی نے امالیہ میں بیہقی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضور پر نور (ﷺ) نے فرمایا کہ جس نے یوم عاشورہ اپنی اولاد میں رزق کی فراخی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں پورا سال وسعت فرمائے گا۔ ازاں بعد کہا کہ یہ حدیث اپنی سند میں لین ہے لیکن ابن حبان کی رائے پر حسن ہے۔ انکی دوسری سند ہے جس کو حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر نے صحیح کہا ہے اس میں زیادات منکرہ ہیں۔ اور بیہقی کا ظاہر کلام یہ ہے کہ حدیثِ توسع ابن حبان کی رائے کے علاوہ بھی حسن ہے کیونکہ انہوں نے مختلف اسناد کے ساتھ جماعتِ صحابہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ پھر کہا کہ یہ سند میں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب انہیں آپس میں ملایا جائے تو ان میں قوت پیدا ہوجاتی ہے۔

ابن تیمیہ کا انکار کہ توسیع کی کوئی روایت حضور (ﷺ) سے روایت نہیں ہے۔ یہ وہم ہے جیسا کہ تم ابھی جان چکے ہو۔ حضرتِ امام احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کا قول ہے کہ صحیح نہیں ہے یعنی صحیح لذاتہٖ نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ حسن لغیرہٖ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حسن لغیرہ بھی علم حدیث میں قابل حجت ہوئی ہے جیسا کہ واضح ہوچکا ہے۔ انتہیٰ۔

اثمد کا سرمہ لگانا :

حضرتِ شیخ محمد سخاوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی کتاب مقاصدِ حسنہ میں یہ حدیث ہے کہ جس نے یومِ عاشورہ اثمد کا سرمہ لگایا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ

دیکھیں گی۔ اسے حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان کی تمیسویں شب میں روایت کیا اور دیلمی نے حضرتِ جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی حدیث کو ضحاک سے انہوں نے ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مرفوعاً روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ منکر ہی نہیں بلکہ موضوع ہے۔ اسے اسی وجہ سے ابن جوزی اپنی موضوعات میں لائے ہیں اور حضرتِ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی حدیث اس لیے ضعیف ہے اس میں احمد ابن منصور شونیزی ہے گویا یہ حدیث مدخل علیہ ہے۔ انتہی

اور یہ حدیث کہ جس نے یومِ عاشورہ میں اپنے گھر والوں پر رزق کی فراخی کی اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال فراخی فرمائے گا۔ اسے طبرانی، اور بیہقی نے شعب الایمان اور فضائل اوقات میں روایت کیا ہے اور ابوالشیخ نے حضرتِ ابنِ مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے اور صرف پہلی دونوں احادیث حضرتِ ابوسعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے اور صرف دوسری شعب میں حضرتِ جابر اور حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت کیا ہے اور کہا کہ ان سب کی اسناد ضعیف ہیں لیکن جب سب کو ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں ملائیں تو ''قوت'' کا فائدہ پیدا ہوجاتا ہے۔ بلکہ عراقی نے اپنی کتاب امالی میں رقم کیا کہ حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی حدیث کی اسناد میں سے بعض کو ابن ناصر حافظ نے صحیح کہا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں اس حدیث کو سلیمان بن ابی عبیداللہ جو حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت کرتے ہیں لائے ہیں اور کہا کہ سلیمان مجہول ہے۔ حالانکہ سلیمان کو ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ اور یہ حدیث ان کی رائے میں حسن ہے اور اس حدیث کو دوسری سند کے ساتھ جو حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے مسلم کی شرط کے موافق مروی ہے اس کی تخریج عبدالبر نے استیعاب میں بروایت ابوزبیر از جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی ہے اور یہ سب سے زیادہ صحیح ہے اور اسے انھوں نے اور دارقطنی نے افراد میں جید سند کے ساتھ حضرتِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے موقوف علیہ اور بیہقی نے شعب میں محمد بن منتشر کی سند سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر مشائخ نے بکثرت مواخذے کیئے ہیں لیکن ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اور اعتماد بن جوزی نے موضوعات میں عقیلی کے قول کے بعد ہیصم ابن شداخ راوی حدیث ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے بارے میں ہے کہ یہ مجہول ہے تعاقب کیا ہے بلکہ اس کا ذکر ابن حبان نے ثقات اور ضعفاء میں کیا ہے۔ انتہی۔

چار دروازوں والا قبہ :

شیخ امام حافظ علامہ عالم مدینہ منورہ اپنے زمانہ میں الشیخ علی بن محمد بن عراق کی کتاب تنزیہ الشریعۃ فی احادیث الموضوعۃ میں حدیث ہے کہ جس نے محرم کے پہلے نو دنوں کے روزے رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ ہوا میں ایک قبہ بنائے گا جس کی پیائش میل در میل ہوگی اور اس کے چار دروازے ہوں گے۔ اسے ابونعیم نے حضرتِ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت کیا ہے چونکہ اس سند میں موسیٰ طویل ہے۔ یہ ایک مصیبت تھا۔

دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جاتا :

اور یہ حدیث کہ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ سال کی عبادت جس میں نماز ہے تحریر فرمائے گا اور جس نے یومِ عاشورہ میں روزہ رکھا اسے دس ہزار حج و عمرہ کا ثواب دیا جائے گا۔ اور جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساتوں آسمانوں کا ثواب تحریر فرمائے گا۔

قیامت کا قائم ہونا :

اور یہ بھی حدیث کہ جس نے یومِ عاشورہ کسی بھوکے کو کھانا کھلایا اس نے گویا امتِ محمدیہ کے تمام فقراء کو کھانا کھلایا اور انہیں سیر کردیا۔ اور جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کے سر کے ہر ہر بال کے عوض جنت میں بلند درجہ ملے گا۔

تخلیق جبرائیل (علیہ السلام) :

اللہ تعالیٰ نے یومِ عاشورہ میں جبرائیل (علیہ السلام) کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں ملائکہ کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں آدم (علیہ السلام) کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں ابراہیم (علیہ السلام) کی تخلیق فرمائی اور اسی روز آپ کو آگ سے نجات ملی۔ اسی روز اسمٰعیل (علیہ السلام) کا فدیہ آیا۔ اور اسی روز فرعون غرق ہوا اور اسی روز ادریس (علیہ السلام) کو اٹھایا اور اسی روز آدم (علیہ السلام) کی لغزش کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے عرش پر استوٰی کیا اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ یہ سب موضوع ہیں اسے ابن جوزی نے حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے ذکر کیا ہے۔ چونکہ اس سند میں حبیب ابن حبیب جو فتنہ پرداز تھا۔ یہ حدیث کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن کا روزہ فرض کیا وہ عاشورہ کا روز ہے اور وہ محرم کی دسویں ہے لہٰذا اس دن روزہ رکھو اور اپنی اولاد پر رزق کی فراخی کرو کیونکہ جس نے اپنی اولاد پر اپنے مال میں سے یومِ عاشورہ کو فراخی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر پورا سال فراخی کرے گا۔ روزہ رکھو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم (علیہ السلام) کی لغزش کی توبہ قبول کی۔ یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرتِ ادریس (علیہ السلام) کو بلند مقام پر فائز کیا گیا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ سے نجات دی۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات کا نزول ہوا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرتِ اسمٰعیل (علیہ السلام) کا بوقتِ ذبح فدیہ اتارا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کو جیل خانہ سے نکالا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ایوب (علیہ السلام) سے مصائب کو دفع فرمایا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس (علیہ السلام) کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضور (ﷺ) کے سبب سے اگلے اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمائے گئے۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے دریا عبور کیا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرتِ یونس (علیہ السلام) کی قوم پر توبہ اتاری۔ پس جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا چالیس سال کا کفارہ ہوگا۔ اور پہلا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یومِ عاشورہ کی تخلیق فرمائی اور یہ پہلا دن ہے کہ آسمان سے بارش اتاری۔ پس جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا گویا تمام زمانہ کا روزہ رکھا اور یہ انبیاء اور موسیٰ (علیہ السلام) کا روزہ ہے اور جس نے عاشورہ کی رات کو شب بیداری کی گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور جس نے چار رکعت نماز ادا کی جس کی ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ احد پچاس بار پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ملاءِ اعلیٰ میں ایک ہزار نورانی منبر بنائے گا اور جس نے ایک گھونٹ پانی پلایا گویا کہ اس نے ایک آن بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اور جس نے اہل بیت کے مسکینوں کا پیٹ عاشورہ کے دن بھرا تو وہ پلصراط پر چمکتی بجلی کیطرح گزر جائیگا اور جس نے کوئی چیز خیرات کی تو گویا اس نے کبھی بھی کسی سائل کو واپس نہیں لوٹایا اور جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا تو سوائے مرضِ موت کے کبھی بیمار نہ ہوگا اور جس نے اس روز سرمہ لگایا اس کی آنکھیں پورا سال دکھنے نہ آئیں گی۔ اور جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو گویا اس نے تمام اولادِ آدم کے مریضوں کی عیادت کی۔ ان سب کو ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ بعد والوں نے اسے وضع کرکے ان اسناد کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ انتہی۔

جبرائیل (علیہ السلام) کا شہادت کی خبر دینا :

حضرتِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی کہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے۔ابن سعد نے اس کی روایت کی۔

شہادت گاہ کی مٹی لانا :

حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ میرا بیٹا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) میرے بعد طِف کے میدان میں شہید کیا جائے گا اور یہ مٹی میرے پاس لائے ہیں اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ یہ ان کے مدفن کی جگہ ہے۔ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

سرخ رنگ کی مٹی لانا :

حضرتِ ام الفضل بنتِ حارث (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا ؛

''عنقریب میری امت میرے اس بیٹے حسین کو شہید کرے گی اور ان کے دفن ہونے کی جگہ کی سرخ رنگ کی مٹی میرے پاس لائی گئی۔''ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا۔

جبرائیل (علیہ السلام) کا مقتل گاہ کی مٹی لانا :

حضرتِ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک (ﷺ) نے فرمایا کہ:

''جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا فرات کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا۔میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے کہا ان کے مقتل کے مٹی لا کر دکھاؤ۔پس وہ وہاں کی مٹی لائے ہیں۔''

ابنِ سعد نے اسے روایت کیا۔

''میرے اس بیٹے سے مراد حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) ہیں جو عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا جسے کربلا کہتے ہیں۔پس جو کوئی اس وقت زندہ ہو موجود ہو ان کی امداد کرے۔''

بغوی، ابن السکن، ماوردی، ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرتِ انس ابن حارث بن منبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے اسے روایت کیا ہے۔بغوی نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ اس کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہو۔اور ابن السکن نے کہا کہ انس کی اس کے سوا اور کوئی روایت سوائے سند کے نہ تو کوئی ہے اور نہ ہی اس کا علم ہے۔

جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) شہید کیا جائے گا اور یہ اس زمین کی مٹی ہے۔خلیلی نے ارشاد میں اسے نقل کیا ہے اور حضرتِ عائشہ اور حضرتِ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت ہے کہ جبرائیل (علیہ السلام) ہمارے ساتھ گھر میں تھے انہوں نے کہا کہ آپ انہیں محبوب رکھتے ہیں؟ حضور (ﷺ) نے فرمایا یقیناً پھر جبرائیل نے عرض کیا۔آپ کی امت اس سرزمین میں انھیں شہید کر دے گی جسے کربلا کہتے ہیں۔پھر جبرائیل نے وہاں کی مٹی مجھے لا کر دکھائی۔طبرانی نے کبیر میں اسے بیان کیا۔

قاتلِ حسین پر غضب الٰہی (عزوجل) :

حضرتِ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا شہید کیا جائے گا اور جو ان کا قاتل ہوگا اس پر شدید غضب الٰہی ہوگا۔ابنِ عساکر نے اسے روایت کیا۔

حضرتِ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے کہ جبرائیل (علیہ السلام) نے اس جگہ کی مٹی لا کر دکھائی جہاں امامِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) شہید ہوں گے۔پس اللہ کا سخت غضب ہے اس شخص پر جو ان کا خون بہائے۔

محبوب خدا (ﷺ) کو قتلِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کا ملال ہونا :

''اے عائشہ ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے انتہائی ملال ہے کہ میری امت میں کون ایسا ہوگا جو میرے بیٹے حسین کو قتل کرے گا۔اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے کہ جبرائیل میرے پاس خبر لائے کہ میرے بیٹے کو میری امت قتل کرے گی۔ میں نے کہا کہ وہاں کی مٹی لاکر دکھاؤ تو انہوں نے سرخ رنگ کی مٹی لاکر دکھائی۔ طبرانی نے کبیر میں اسے روایت کیا۔

حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کے بدلہ میں ستر ہزار اور ستر ہزار کا قتل ہونا :

حضرتِ زینب بنتِ جحش سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار قتل کرائے اور آپ کے بیٹے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔ حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا۔

مٹی کا سونگھنا اور آنکھوں سے آنسو بہنا :

حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ میرے پاس پہلے سے جبرائیل کھڑے تھے مجھ سے کہا کہ فرات کے کنارے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) شہید کیے جائیں گے اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو آپ کو وہاں کی مٹی سونگھا دوں۔ میں نے کہا ہاں! تو جبرائیل نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور ایک مشت خاک لاکر مجھے دے دی۔ یہ خاک دیکھ کر میری آنکھیں قابو سے باہر ہوگئیں اور آنسو بہنے لگے۔ اس حدیث کو احمد، ابویعلی، ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں۔ حضرتِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) اور ابوامامہ اور انس اور عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کیا۔ اور ابنِ عساکر نے ام سلمہ، ام الفضل بنتِ حارث زوجہ حضرتِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے اور ابن سعد نے حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اور ابویعلی زینب ام المومنین سے روایت کرتے ہیں کہ گویا میں اس چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہلبیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے۔

حیرت زدہ خبر لانا :

ابنِ عساکر نے حضرتِ حسین ابنِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کیا کہ اے عائشہ کس قدر حیرانی میں ڈالنے والی خبر ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس وہ فرشتہ آیا جو کبھی نہیں آیا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرا بیٹا قتل کیا جائے گا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے قتل ہونے کی جگہ کی مٹی لاکر دکھاؤں۔ پھر فرشتہ نے ہاتھ اٹھایا اور سرخ رنگ کی مٹی لاکر دکھائی طبرانی نے کبیر میں اسے روایت کیا ہے۔

قاتلِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) پر عذاب شدید ہوگا :

حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ یزید! اللہ تعالیٰ اس یزید قاتل ملعون میں برکت نہ کرے؟ سنو! میرے پیارے محبوب بیٹے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کی خبر شہادت کے ساتھ ان کے قتل ہونے کی جگہ کی خاک میرے سامنے لائی گئی۔ میں نے ان کے قاتل کو دیکھا۔ سنو! جن لوگوں کے سامنے انہیں شہید کیا جائے گا وہ ان کی مدد نہ کریں گے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر بھی عذاب مسلط کرے گا۔ ابنِ عساکر نے ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کیا۔

حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) ہجری ۶۰ھ کے شروع میں شہید کیے جائیں گے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں اور خطیب و ابنِ عساکر نے حضرتِ ام سلمہ سے روایت کیا اور اس میں سعد ابن طریف نے روایت کیا جو متروک ہے اور ابنِ حبان نے کہا کہ یہ شخص احادیث گھڑا کرتا تھا اور ابنِ جوزی نے اسے موضوعات میں مرقوم کیا ہے۔

سن کہولت کی آمد :

حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) اس وقت شہید کیے جائیں گے جبکہ ان پر سن کہولت آنے والا ہوگا۔ اسے طبرانی نے کبیر میں بیان کیا۔ اس میں بھی سعد بن طریف نے روایت کیا ہے۔

حضور (ﷺ) کا مقتل حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے آنا :

جامع الاصول میں ترمذی کی حدیث سلمٰی سے مروی ہے جو ایک انصاری عورت تھی اس نے کہا کہ حضرتِ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا کیوں روتی ہو؟ کہا میں نے ابھی ابھی حضور (ﷺ) کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر اور داڑھی کے بال گرد آلود تھے اور آپ بھی رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)!! یہ کیا حال ہے؟ حضور (ﷺ) نے فرمایا میں ابھی ابھی حسین کی قتل گاہ سے آرہا ہوں اور اس میں بخاری و ترمذی کی حدیث بروایت حضرتِ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے ہے۔

امامِ عالی مقام کا سرِ مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا جانا :

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کا سرِ مبارک لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا اور اس نے سرِ مبارک کو چھڑی سے چھیڑا اور اس کے حسن کے بارے میں کچھ کہا۔ حضرتِ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) فرماتے ہیں کہ میں نے کہا قسم بخدا یہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے ساتھ بالکل مشابہ تھے اور اس وقت وسمہ کا خضاب لگا ہوا تھا۔

ابنِ زیاد کا امامِ حسینؑ (علیہ السلام) کے حسن کی تعریف کرنا :

مروی ہے کہ حضرتِ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے کہا کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتِ امامِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کا سرِ مبارک لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک میں چھیڑنے لگا اور کہتا تھا کہ میں نے ایسا حسین وجمیل کسی کو نہ دیکھا، میں نے کہا، سنو! بلا شک وشبہ یہ نبی کریم (ﷺ) کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ پہلی روایت کو بخاری نے اور دوسری روایت کو ترمذی نے تخریج کیا ہے۔ اور اس میں عمارہ بن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر کاٹ کر لایا گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے صحن کی طرف جاؤں، تو میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ وہ آیا! وہ آیا! اچانک ایک اژدھا سروں کے مابین گھس گیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا، کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر نکل کر چلا گیا حتیٰ کہ وہ غائب ہو گیا۔ پھر لوگ کہنے لگے وہ آیا وہ آیا!! اس اژدھا نے تین دفعہ ایسا کیا۔ اسے ترمذی اور علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں نقل کیا اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا۔

ایک بوتل میں خون :

حضرتِ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا (ﷺ) کو دوپہر کے وقت دیکھا کہ پراگندہ وغبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (ﷺ)! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے، فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں اسے فلاں دن سے جمع کر رہا ہوں۔ جب میں نے شمار کیا تو وہی دن تھا جس دن وہ شہید کئے گئے تھے۔

جنات کی آہ و زاری :

ابو نعیم نے دلائل میں حضرتِ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نقل کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ جنات حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) پر روتے اور نوحہ کرتے تھے۔

جنات کا اشعار میں نوحہ خوانی کرنا :

ثعلب نے امالی میں ابو حباب کلبی سے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کربلا میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہاں کے کون لوگ شریف ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ تم لوگ جنات کا نوحہ سنا کرتے ہو؟ اس نے کہا تم یہاں جس سے بھی ملو گے وہ تمہیں یہی بتائے گا کہ میں نے ایسا سنا ہے تو میں نے کہا بتاؤ تم نے کیا سنا ہے؟ اس نے کہا میں نے جنات کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا ہے :

نبی کریم نے ان کی پیشانی پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا — تو ان کے رخساروں سے روشنی چمکتی ہے

ان کے والدین قریش کے بہت بڑے بزرگ تھے — اور ان کے ناناجان سب سے بہتر تھے

یزید کا رخنہ ڈالنا :

ابو یعلیٰ نے سندِ ضعیف کے ساتھ ابو عبیدہ سے روایت کیا کہا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا معاملہ حق وانصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا ایک آدمی بنو امیہ میں سے ہو گا جسے یزید کہا جائے گا وہ رخنہ ڈالے گا۔

سنت کو بدلنے والا شخص :

رویانی نے اپنی سند میں حضرتِ ابو درداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت کیا کہ میں نے سنا کہ حضور (ﷺ) فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔

بیس کوڑوں کی سزا :

نوافل بن ابو الفرات نے کہا کہ میں حضرتِ عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین یزید بن معاویہ انھوں نے فرمایا تو اسے "امیر المؤمنین" کہتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اسے بیس کوڑوں کی سزا دی جائے۔ انتہیٰ۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جب ۴۱ھ میں حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کے حق میں حضرت امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ تب سے اس سال کا نام عام الجماعہ پڑ گیا کیونکہ اس سال میں ایک خلیفہ پر امت نے اجماع کیا۔ اور اسی سال حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے مروان بن حکم کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا۔ اور ۴۳ھ میں "رے" کو فتح کیا اور اس کے علاوہ بجستان کے کچھ شہروں کو اور سوڈان کے اردگرد کے علاقہ کو بھی فتح کیا اور اسی سال حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے امیہ کے بیٹے زیاد کو نائب بنایا۔ یہ پہلا قضیہ ہے کہ اسلام میں حضور (ﷺ) کے حکم کی تبدیلی عمل میں آئی۔ اسے ثعلبی وغیرہ نے بھی روایت کیا۔

یزید کی خلافت کے لیے عہد لیا جانا :

۵۰ھ میں حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے اہلِ شام کو اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کی بیعت کے لیے بلایا تو سب نے یزید کی بیعت کرلی ۔ یہ سب سے پہلا عمل ہے جو اپنے بیٹے کی خلافت کے لئے عہد لیا گیا اور یہ کہ اپنی صحت کی حالت میں اپنا ولی عہد بنایا۔ پھر یہ کہ مروان کو مدینہ میں خط بھیجا کہ وہاں اس پر بیعت لے ۔ چنانچہ مروان نے خطبہ دیا کہ امیر المؤمنین کا ارادہ ہے کہ تم پر اپنے بیٹے یزید کو سنتِ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے طریقہ پر خلیفہ بنایا جائے اس وقت حضرتِ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کھڑے ہوکر فرمایا، نہیں! قیصر و کسریٰ کی سنت پر! کیونکہ حضرتِ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے نہ تو اپنی اولاد کو خلیفہ بنایا اور نہ ہی کسی گھر والے کو۔

حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کا بعیت کے لیے بلوایا جانا :

حضرتِ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے حج کیا اور اپنے بیٹے کے لیے بیعت چاہی ۔ چنانچہ حضرتِ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بلایا۔ وہ تشریف لائے تو حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے ان سے کہا اے ابنِ عمر! تم مجھ سے کہا کرتے تھے کہ کیا یہ بات تمھیں پسند نہیں کہ میں رات کو ہی سوجاؤں اور تمہارے اوپر اس وقت کوئی امیر نہ ہو۔ اب میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی لاٹھی کو ٹکڑے ٹکڑے کردو یا ان میں فساد برپا کردو۔ یہ سن کر حضرتِ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں اور ان کے بیٹے بھی تھے اور باقی اولاد بھی تھی اور تمہارا بیٹا ان کے بیٹوں سے زیادہ بہتر نہیں ہے لیکن انہوں نے پھر بھی اپنی اولاد کے لیے یہ تجویز نہ کیا جو تم اپنی اولاد کے لیے تجویز کررہے ہو۔ لیکن ان خلفاء نے مسلمانوں کو اختیار دیا کہ وہ جسے بہتر سمجھیں خلیفہ مقرر کرلیں اور تم مجھے اس سے خائف کرتے ہو کہ میں مسلمانوں کی لاٹھی کو ٹکڑے نہ کردوں حالانکہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں جب تمام مسلمان کسی ایک جگہ پر جمع ہوجائیں گے تو میں بھی ہر طرح سے ان کے ساتھ ہوں گا۔ حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے کہا خدا تم پر رحمت کرے ازاں بعد حضرتِ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) واپس آگئے ۔ پھر حضرتِ ابنِ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بلوایا۔ وہ آئے تو ان سے گفتگو شروع کی ۔ انہوں نے دورانِ گفتگو کہا بیشک تم نے خدا کی قسم یہ چاہا ہے کہ ہم نے تمہیں تمھارے بیٹے کے معاملہ میں اللہ کی طرف سے وکیل بنادیا ہے؟ قسم بخدا ایسا نہ کیجئے ۔قسم بخدا ہم اس معاملہ کو مسلمانوں کے سامنے مجلسِ مشاورت میں صاف کریں گے ہم نے تمہاری نیت کو بھانپ لیا ہے پھر وہ لڑ جھگڑ کر چلے گئے ۔ ازاں بعد حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے کہا، الٰہی! مجھے اس شر سے جس طرح تو چاہے بچا۔ پھر کہا اے شخص ٹھہر جا۔ اہلِ شام کے ہاں نہ جانا کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ میرے لئے تم پر سبقت نہ کرجائیں ۔ حتیٰ کہ میں سب کو یہ خبر سنادوں کہ تم نے بیعت کرلی ہے اس کے بعد جو دل میں آئے وہی کرنا۔

حضرت ابن زبیر کو بلوایا جانا :

ازاں بعد حضرتِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بلوایا اور ان سے کہا اے ابنِ زبیر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) تم چالاک لومڑی ہو کہ جب بھی ایک بل سے نکلتے ہو تو جھٹ دوسرے بل میں داخل ہوجاتے ہو۔ یقیناً تم ان دونوں شخصوں سے ملے ہو اور ان کے نتھنوں میں پھونک ماری ہے اور ان دونوں کو ان کی رائے کے خلاف بہکا دیا ہے۔ حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے جواب دیا اگر تم امیر ہو تو امارت سے علیحدہ ہوجاؤ اور پھر اپنے بیٹے کو لاؤ ۔ پھر ہم اس سے بیعت کریں گے ۔ تم غور نہیں کرتے جب ہم نے تمھارے ساتھ تمھارے بیٹے کی بھی بیعت کرلی تو ہم کس کس کا حکم مانیں گے۔ تم دونوں کی بیعت ایک جگہ کبھی جمع نہیں ہوسکتی ازاں بعد وہ بھی چلے گئے ۔

حضرت امیر معاویہ کا منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا :

ازاں بعد حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) منبر پر چڑھے ۔ حمدِ باری تعالیٰ کے بعد کہا میں نے لوگوں کو شرمناک باتیں کرتے پایا ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرتِ ابنِ عمر اور ابنِ ابوبکر اور ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے یزید کی بیعت نہیں کی ۔ حالانکہ ان سب نے سنا اور مانا اور اس کی بیعت کی ہے۔ اس پر شامیوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک ہرگز نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ سب کے سامنے آکر بیعت نہ کریں ورنہ ہم انھیں ہلاک کردیں گے۔ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے کہا، سبحان اللہ! لوگ قریش کے ساتھ کتنی جلدی برائی پر آمادہ ہیں ۔ آج کے دن کے بعد کبھی تم سے میں ایسی باتیں نہ سنوں ۔ پھر نیچے اتر آئے اور اس کے بعد لوگ چرچا کرنے لگے کہ حضرتِ ابنِ عمر، حضرتِ ابن ابوبکر، حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بیعت کرلی ہے حالانکہ یہ شخص کہتے رہے کہ قسم بخدا ہم نے بیعت نہیں کی ہے پھر لوگ کہتے ہاں نہیں کی ۔ ازاں بعد حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) شام کو واپس لوٹ آئے ۔

فساد برپا کرنے والے افراد :

حضرتِ حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے لوگوں کے درمیان فساد برپا کیا۔ ان میں ایک تو عمرو بن العاص ہیں کہ نیزوں پر

قرآن اٹھانے کا امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو اشارہ کیا، سو اٹھائے گئے اور ابنِ النغراء نے کہا کہ پھر خارجیوں کو حکم دیا کہ یہ تحکیم قیامت تک باقی رہے گی۔

دوسرے مغیرہ بن شعبہ ہیں، کیونکہ یہ کوفہ میں حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے گورنر تھے۔ انہوں نے انہیں خط لکھا کہ جب تم اسے پڑھو تو جلد از جلد معزول ہو کر چلے آؤ لیکن مغیرہ نے دیر کر دی، جب وہ حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیر کرنے کی وجہ پوچھی۔ مغیرہ نے کہا ایک معاملہ پیش آ گیا تھا اسے نبٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پوچھا وہ کون سا معاملہ تھا، کہا تمھارے بعد یزید کی بیعت! کیا تم نے اس کو پورا کر لیا ہے؟ کہا ہاں! حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے کہا تم اپنی جگہ پر بحال ہو کر چلے جاؤ۔ وہاں سے جب مغیرہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو پوچھا کیا معاملہ پیش آیا؟ کہا کہ میں نے معاویہ کے پاؤں چمڑے کی رکاب میں ایسے رکھ دیئے ہیں کہ قیامت تک اسی میں رہیں گے۔

یزید کے لئے موت کی آرزو کرنا :

علامہ ابنِ سیرین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے کہا کہ عمرو بن حزام قاصد بن کر حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے پاس آیا اور ان سے کہ امت محمدیہ کے حق میں خدا سے ڈریئے ان پر کسے خلیفہ مقرر کر رہے ہو۔ جواب میں کہا میں نے تمھاری نصیحت سنی اور تو نے کہا میری یہ رائے ہے حالانکہ میرے بیٹے اور ان کے بیٹوں کے سوا کوئی باقی نہیں ہے اور میرا بیٹا زیادہ حق دار ہے۔

عطیہ بن قیس نے کہا کہ حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے خطبہ میں کہا الہ العالمین اگر میں نے یزید کو اس کی قابلیت دیکھ کر ولی عہد کیا ہے تو اس کو تو اس پر پہنچا جو میری آرزو ہے اور تو اس کی مدد فرما۔ اگر میں نے باپ کی محبت میں جو باپ کو اولاد سے ہوتی ہے ایسا کیا ہے اور وہ اس قابل نہیں تو اسے ولی عہد بننے سے پہلے ہی موت دے دے۔

شامیوں کا یزید کی بیعت کرنا :

یزید بد بخت شقی و سرکش ۵۲ھ یا ۶۲ھ میں تولد ہوا اور اس کے باپ نے اسے ولی عہد بنایا حالانکہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کا وصال ہوا اور یہ واقعہ رجب ۶۰ھ کا ہے تو شامیوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ پھر اہلِ مدینہ کی طرف قاصد بھیجا کہ وہ اس کی بیعت لے تب حضرتِ امامِ حسین اور حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا اور راتوں رات جانب مکہ معظمہ چلے گئے لیکن حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے نہ تو اس کی بیعت کی اور نہ ہی اپنی طرف کسی کو بلایا۔

عراق کی جانب روانگی کا قصد کرنا :

لیکن حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو کوفیوں نے حضرتِ امیرِ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے زمانہ میں ہی خطوط لکھے تھے اور خروج کی طرف بلا رہے تھے مگر آپ انکار کرتے رہے پھر جب یزید کی بیعت لی گئی تو یہ اس وقت تردد لاحق ہو گیا کبھی ارادۂ اقامت فرماتے اور کبھی ان کی جانب تشریف لے جانے کا عزم کرتے۔ حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے روانگی کا مشورہ دیا اور حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے فرمایا ایسا ارادہ نہ کرنا چاہیئے اور حضرتِ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا آپ نہ جایئے کیونکہ حضور نبی کریم (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت دونوں کا مختار بنایا تھا لیکن آپ نے آخرت کو پسند فرمایا چونکہ آپ حضور (ﷺ) کے جگر گوشہ ہیں اس لیے آپ کو بھی دنیا نہیں ملے گی۔ ازاں بعد وہ گلے مل کر روئے اور رخصت کر دیا۔

ازاں بعد حضرتِ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرمایا کرتے تھے کہ روانگی کے بارے میں حضرتِ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) ہم پر غالب آ گئے۔ قسم ہے مجھے اپنی عمر کی بیشک انہوں نے اپنے باپ اور اپنے بھائی سے عبرت دیکھی ہے اسی قسم کی گفتگو حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابو سعید خدری اور ابو واقد للیثی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ نے کی مگر آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور عراق کی جانب روانہ ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا قسم بخدا میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ شاید آپ اپنے بیٹوں، عورتوں اور بیٹیوں کے مابین شہید کر دیئے جائیں گے جیسا کہ حضرتِ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) شہید کر دیئے گئے تھے مگر حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے قبول نہ فرمایا۔ اس پر حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) رونے لگے اور کہا آپ نے حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی تمنا پوری کر دی۔ اور جب حضرتِ ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے حضرتِ ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو دیکھا تو فرمایا اب تو تمہاری خواہش پوری ہو گئی۔ یہ حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) تشریف لے جا رہے ہیں اور حجاز تمھارے لیے چھوڑے جاتے ہیں اور یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-

اے طائر قنبر کشادہ سبزہ زار تیرے لیے کیا ہے   تیرے لئے تمام میدان خالی ہے پس تو اب انڈے بچے دے

اور اب جہاں چاہے تو دانہ پانی حاصل کر   آج تیرا شکاری بیمار ہے تجھے مبارک ہو

اہلِ عراق کا حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کی خدمت میں خطوط روانہ کرنا :

اہلِ عراق نے حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کے پاس بہت سے قاصد اور خطوط بھیجے جس میں وہ آپ کو اپنی طرف بلاتے تھے۔ پھر آپ نے دس ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے اہلبیت کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں مرد، عورتیں اور بچے بھی تھے عراق کی طرف کوچ فرمایا اس وقت یزید نے گورنر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ وہ آپ سے جنگ کرے۔ پس اس نے چار ہزار کا لشکر بھیجا۔ ان پر عمرو بن سعد بن وقاص کو سردار بنایا۔ کوفہ والوں نے اپنی عادت کے مطابق آپ کو دھوکا دیا جیسا کہ آپ کے باپ کو دیا تھا اور آپ کی مدد نہ کی۔ جب آپ کو دشمن نے گھیر لیا تو آپ نے ان پر اطاعت ور جوع اور یزید کے پاس جانا سامنے رکھا۔ تا کہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھیں تو ان لشکریوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ وہ آپ کو شہید کر دیں۔ پس آپ شہید کر دیے گئے اور آپ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر ابنِ زیاد کے سامنے لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو آپ کے قاتل اور اس کے ساتھ ابنِ زیاد اور یزید پر بھی۔ حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کی شہادت کربلا میں واقع ہوئی۔ آپ کی شہادت کا قصہ بہت طویل ہے۔ دل اس کے ذکر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

یومِ عاشورہ کا مصائب زدہ منظر :

حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کے ساتھ اہلِ بیت میں سے سولہ مرد شہید ہوئے اور جب حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) شہید ہوئے تو سات روز دنیا نے واویلا کیا اور سورج کی روشنی دیواروں پر ایسی تھی جیسے کسم کی رنگی ہوئی سرخ چادر اور ستارے آپس میں ٹکراتے تھے۔ اور آپ کی شہادت دس محرم الحرام کو ہوئی۔ اس دن سورج کو گہن لگا۔ آپ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے سرخ رہے اس دن سے ہمیشہ یہ سرخی دکھائی دیتی ہے اس سے پہلے وہ نظر نہ آتی تھی۔ روایت ہے کہ اس روز بیت المقدس کا جو پتھر بھی الٹا جاتا تو اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا۔ ان کے لشکریوں کے تمام کپڑے جل کر راکھ ہو گئے۔ انھوں نے اپنے لشکر میں اونٹ ذبح کیا تو اس کے گوشت میں آگ نظر آئی اور جب اسے پکایا تو وہ گوشت جل کر کڑوا ہو گیا۔ ایک آدمی نے حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک چمکتا ہوا ستارہ مارا تو وہ اسے اندھا کر گیا۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمرو للیثی سے راویوں نے کئی طرح روایت کیا ہے۔

دار الامارۃ کی طرف اشارہ کرنا :

کہا کہ میں نے اس محل کی جانب اشارہ کیا کوفہ کی دارالامارۃ کہ جس میں حضرتِ حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے سر مبارک کو ایک تھال میں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے رکھا دیکھا۔ پھر عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار بن عبید کے سامنے دیکھا پھر مختار کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا۔ پھر مصعب کا سر عبدالمالک کے سامنے دیکھا۔ پھر عبدالمالک سے میں نے یہ بات کہی تو اس نے بدشگونی لی اور دارالامارۃ کو چھوڑ دیا۔

سر اقدس یزید کے پاس آنا :

جب حضرتِ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) اور ان کے خاندان کے افراد شہید ہو گئے تو ابنِ زیاد نے ان سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا تو وہ پہلے تو اس سے خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل سے ملامت کرنے لگے اور اسے برا جاننے لگے تو پھر وہ شرمندہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس کا مبغوض جاننا حق بجانب تھا۔

جنگ حرہ کیا ہے ؟

۶۳ھ ہجری میں یزید کو خبر ملی کہ اہلِ مدینہ نے اس پر خروج کیا ہے اور اس کی بیعت توڑ دی ہے تو ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور ان سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ ازاں بعد مکہ معظمہ پر چڑھائی کا حکم دیا کہ وہ حضرت ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے جنگ کریں۔ پس وہ لشکر آیا اور بابِ طیبہ پر حرہ واقع ہوا۔ تم جانو کہ جنگِ حرہ کیا ہے۔ یہ وہ واقعہ ہے جسے ذکر کی دل میں گنجائش نہیں اور نہ ہی کان اس کے سننے کی طاقت رکھتے ہیں۔ صرف ایک مرتبہ حضرتِ حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے اسے بیان کیا ہے۔ پس فرمایا کہ قسم بخدا ان میں سے کوئی بھی نہ بچا اس میں صحابہ وغیرہ کی ایک جماعت شہید ہوئی اور مدینہ لٹ گیا اور کئی ہزار کنواری لڑکیوں سے زنا کیا گیا۔   اناللہ و انا الیہ راجعون

الله اور فرشتوں کی لعنت کس پر ؟

حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ جس نے اہلِ مدینہ کو ہراساں کیا اللہ تعالیٰ اس پر خوف ڈال دے گا اور اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

غسیل ملائکہ کا فرمان :

مدینے کے رہنے والوں نے جو بیعت کو فسخ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یزید کے گناہ بے شمار ہو گئے تھے۔ واقدی نے اسے کئی طرح سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ نے کہا کہ قسم بخدا ہم یزید پر خروج نہ کرتے یہاں تک کہ ہم ہراساں تھے کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو کیونکہ بعض لوگ تو امہات اولاد اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے لگے تھے اور شراب نوشی کرتے اور نمازیں چھوڑ دیتے تھے۔

ذہبی نے کہا کہ مدینہ والوں پر یزید نے جو کرنا تھا کیا باوجودیکہ شراب نوشی اور منکرات پر عمل کرتا تھا۔ تب اس نے لوگوں پر سختی کی اور بہت سے لوگوں نے اس پر خروج کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت نہ دے۔

سردار لشکر کی ہلاکت :

ازاں بعد یہ لشکر حرہ حضرت ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے لڑائی کرنے کے لئے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا تو لشکر کا امیر ہلاک ہو گیا تو دوسرا امیر اس کی جگہ بنا دیا گیا۔ اس نے مکہ میں گھس کر حضرت ابنِ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر کے منجنیق کے ذریعہ پتھر پھینک پھینک کر ہلاک کر دیا۔

غلاف کعبہ کا جل جانا :

یہ واقعہ ۶۴ھ کا صفر کے مہینہ کا ہے اور ان کی آگ کے شعلوں سے خانہ کعبہ کے غلاف اور اس کی چھتیں جل گئیں اور اس مینڈھے کے دونوں سینگ جو خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے جل گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سن کے نصف ربیع الاول میں یزید کو ہلاک کیا اور اس کی ہلاکت کی اطلاع مل گئی۔